مولای صل وسلم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلهم

درسِ حدیث

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں اُنہوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اَجر سے نوازے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالا "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ اَب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت در فشاں است خم و خمخانہ با مہر و نشان است

کیسٹ نمبر ۱۲، سائیڈ بی ۶ جون ۱۹۸۲ء

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد! عَنْ اَنَسٍ اَوْ غَیْرِہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَاْذَنَ عَلٰی سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ " فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ فَقَالَ سَعْدٌ وَ عَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ لَمْ یُسْمِعِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی سَلَّمَ ثَلٰثًا وَرَدَّ سَعْدٌ ثَلٰثًا وَلَمْ یُسْمِعْہُ فَرَجَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاتَّبَعَہٗ سَعْدٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ مَا سَلَّمْتَ تَسْلِیْمَۃً اِلَّا وَھِیَ بِاُذُنِیْ وَلَقَدْ رَدَدْتُ عَلَیْکَ وَلَمْ اُسْمِعْکَ اَحْبَبْتُ اَنْ اَسْتَکْثِرَ مِنْ سَلَامِکَ وَمِنَ الْبَرَکَۃِ ثُمَّ دَخَلُوا الْبَیْتَ فَقَرَّبَ لَہٗ زَبِیْبًا فَاَکَلَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ

اَلْمَلَائِکَۃُ وَ اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ"۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ یا اُن کے علاوہ کسی اور (صحابی رضؓ) سے روایت ہے کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہؓ کے (یہاں پہنچ کر ان سے) گھر میں آنے کی اجازت طلب کی، چنانچہ آپ نے (دروازہ پر کھڑے ہوکر) فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ، حضرت سعدؓ نے (گھر میں سے) جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، لیکن اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جواب سُنایا نہیں یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ سلام کیا، اور حضرت سعدؓ نے بھی آپ کو تین مرتبہ جواب دیا، لیکن آپ کو سُنایا نہیں، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (ان کا جواب نہ سُن کر) واپس لوٹ پڑے، حضرت سعدؓ نے جب یہ دیکھا تو وہ لپک کر گھر سے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان آپ نے جتنی بار سلام کیا میرے دونوں کانوں نے سُنا اور حقیقت یہ ہے کہ میں (ہر بار) جواب بھی دیتا تھا، البتہ مَیں اس جواب کو آپ کے کانوں تک نہیں پہنچنے دیتا تھا۔ کیونکہ میں آپ کے زیادہ سے زیادہ سلام و برکت کا خواہش مند تھا، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سعدؓ مکان میں داخل ہوئے، حضرت سعدؓ نے آپ کے لیے خشک انگور پیش کیے جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا، جب آپ کھا کر فارغ ہوتے تو (حضرت سعدؓ کے حق میں دُعا کرتے ہوئے) فرمایا: اُللہ کے نیک بندے تمہارا کھانا کھائیں۔ فرشتے تمہارے لیے استغفار کریں اور روزے دار تمہارے ہاں افطار کریں۔"

اسلام میں عام زندگی کے آداب بتائے گئے ہیں۔ روز مرّہ کے جو واقعات پیش آتے ہیں باتیں پیش آتی ہیں وہ بھی صحابہ کرام محفوظ رکھتے ہیں، اپنے واقعات جو اُن کے ساتھ گزرے قصے جو اُن کے ساتھ گزرے وہ بھی اُنھوں نے محفوظ رکھے اور وہی پھر ہمارے لیے مسائل بن گئے کہ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہ طریقہ بتلایا ہے اور یہ کرکے دکھلایا ہے

---

[1] مشکوٰۃ ص ۳۶۹

ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کہیں جاؤ تو اجازت لو، یہ عام بات ہے ہر دن ہر گھر میں ہر آدمی کے ساتھ ہوتی ہے ہر مجلس میں ہوتی ہے، بے اجازت نہ جاؤ، باہر سے اجازت لو۔

ایک دفعہ کا قصّہ ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو انصاری صحابی ہیں بڑے متموّل ہیں اور مدینہ منوّرہ کے بڑے مخیر حضرات میں سے ہیں، اُن کے ہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے گئے، آپ نے اجازت چاہی کہ ہم آجائیں اندر۔ اس کا طریقہ یہ اختیار فرمایا کہ باہر ہی سے سلام کیا، سلام کے کلمات یہ تھے "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ (اگر ایسی صُورت ہو کہ کہیں بہت بڑا دروازہ ہو کہ جہاں آواز جائے گی ہی نہیں فاصلہ بہت ہے گھنٹی بجانی پڑتی ہے۔ یہ تو الگ بات ہے باقی جہاں چھوٹی سی جگہ ہو، دیوار چھوٹی سی ہو، دروازے ایسے ہوں درزوں والے تو اس جگہ تو چلی جائے گی آواز۔)

سلام کا مطلب ہے سلامتی کی دُعا، وَرَحْمَةُ اللّٰہِ، اللہ کی رحمت تم پر ہو، اللہ کی طرف سے تم پہ سلامتی ہو یہ دُعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اور یہ کلمات جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی زبان مُبارک سے کسی کے لیے نکلنے یہ بڑی عجیب اور بہت ہی اُونچی بات ہے اور ہر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے اپنے حق میں اچھے کلمات کا طالب رہتا ہے، اچھی نظروں کا طالب رہتا ہے۔ ذرا سا نظر میں فرق آئے تو اس کے لیے اس سے زیادہ بڑا غم کوئی نہیں ہوتا۔

حضرت سعدؓ کے دل میں یہ بات آئی کہ میں اگر جواب دوں زور سے تو آپ تک جواب پہنچ جائے گا اور اس صُورت میں مجھے باہر جانا چاہیے تو کہتے ہیں کہ پھر تو ایک ہی دفعہ سلام ہوگا تو اُن کو یہ مسئلہ معلوم تھا کہ تین دفعہ تک اجازت چاہی جائے۔ اگر تین دفعہ پر جواب نہ آئے تو واپس چلے جائیں۔ لہٰذا تین دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ضرور سلام کریں گے اور اُنھوں نے یہ بھی نہیں کیا کہ جواب نہ دیں۔ یہ بھی دل نہ مانا کہ آپ سلام کریں اور جواب ہی نہ دیں اس لیے یہ کیا کہ سلام کا جواب تو دیا، لیکن آہستہ سے کہ آپ تک آواز نہ پہنچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دوبارہ سلام کیا۔ پھر اُنھوں نے ایسے ہی کیا تیسری دفعہ پھر جواب دیا اور پھر باہر آگئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تیسری دفعہ سلام کے بعد لوٹ چلے تھے۔ اِنھوں نے پیچھے سے جاکر روک لیا اور عرض کیا بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ سچّے تھے صاف تھے عرض کرنے لگے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مَا سَلَّمْتَ تَسْلِیْمَةً اِلَّا وَھِیَ بِاُذُنِیْ جب بھی جناب نے سلام کیا ہے میرے کانوں نے سُنا ہے۔ وَلَقَدْ رَدَدْتُ عَلَیْکَ میں نے اس کا جواب بھی دیا ہے۔ وَلَمْ

اَسْمِعْكَ - لیکن اتنی زور سے نہیں دیا کہ جناب تک آواز پہنچے، اور وجہ کیا تھی؟ اَحْبَبْتُ اَنْ اَسْتَكْثِرَ مِنْ سَلَامِكَ یعنی دل میں یہ تھا کہ آپ کا یہ لفظ جو ہے سلام کا یہ بار بار میرے بارے میں آتا رہے اور برکت زائد ہو، پھر یہ حضرات گھر میں تشریف لے گئے۔ اُنھوں نے کشمش پیش فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کشمش تناول فرمائے، اور دُعا دی۔

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد دُعا دینی چاہیے اس آدمی کو جس کے آپ مہمان بنے یا جس نے مہمان نوازی کی، وہ دُعا اپنی طرف سے ہم بنائیں گے تو کچھ کی کچھ بنے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جو دُعا دی ہے وہ یہاں بتائی گئی ہے۔ اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ وَ اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ - تمہارا کھانا نیک لوگ کھاتے رہیں۔ فرشتے تمہارے لیے رحمت کی دُعا کرتے رہیں۔ تمہارے یہاں روزے دار افطار کرتے رہیں۔ یعنی تمہارے یہاں جو کام ہو کھانے پینے کا وہ ثواب سے خالی نہ رہے۔ ہر چیز میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ ثواب کا سبب بناتا رہے۔ یہ دُعا کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے، کئی چیزیں اس (حدیث شریف) میں آگئیں۔

ایک یہ کہ کسی کے یہاں جانے کا طریقہ کیا ہے؟ اجازت کا طریقہ کیا ہے؟ اگر اجازت نہ ملے تو پھر کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جو انبیاء کرام کے سردار ہیں اور سب بادشاہوں کے بادشاہ ہیں اگر آپ بلا اجازت اندر داخل ہوجائیں تو کوئی کہہ نہیں سکتا کہ کیوں تشریف لائے ہیں۔ اور کوئی خفا نہیں ہوسکتا بلکہ خوش ہوگا۔ اُنھوں نے اپنے لیے یہ طریقہ اختیار کیا ہے تین دفعہ اجازت چاہی اور پھر واپس تشریف لے جانے لگے وہ صاحبِ خانہ فوراً آئے اور اُنھوں نے پہچان لیا، پھر اس کے بعد آپ نے ناراضگی نہیں ظاہر فرمائی کہ یہ کیا طریقہ ہے اور اُنھوں نے جو بیان کیا اس پہ اعتماد بھی فرمایا کہ واقعی ایسے ہی ہوا ہوگا۔ اس سے اُن صحابی کے ایمان کی تائید نکلتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم (اگر وہ غلط ہوتے تو) اُن کی بات نہ سُنتے نہ مانتے آپ نے اُن کی بات کو مانا کہ واقعی ہی تمہاری نیت یہی تھی یہ تسلیم کرلینا اُن صحابی کے لیے تعریف کی بات تھی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو جو اُنھوں نے پیش کیا وہ تناول فرمایا۔

پھر یونہی اُٹھ کے چلے جانا نہیں ہے، بلکہ دُعائیہ کلمات کہنے کی تعلیم فرمائی کہ اس شخص کے حق میں جس نے تمہارا اعزاز واکرام کیا ہے بٹھایا ہے کھلایا ہے۔ کلمات خیر کہنے چاہییں۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلّم نے جو کلماتِ خیر اس وقت فرمائے وہ اس حدیث شریف میں آرہے ہیں۔

(بقیہ برص ۳۴)

قاضی صاحب کی تصانیف کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ مدارس اور یونیورسٹیوں دونوں حلقوں میں یکساں مقبول ہیں اور جس طرح علماء و فضلاء ان کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں، جدید علوم و فنون کے ماہرین بھی اپنے علمی و تحقیقی کاموں میں ان سے مدد لیتے اور حوالہ کے طور پر انہیں استعمال کرتے ہیں۔

علمائے ہند میں قاضی صاحب کو یہ شرف و مجد حاصل ہے کہ ہندوستان کی اسلامی تاریخ و ثقافت اور یہاں کے طبقات و رجال پر جس وسیع پیمانے پر انھوں نے کام کیا ہے۔ مولانا سیّد عبدالحیّ حسنی صاحب نزہۃ الخواطر کے علاوہ اس باب میں ان کا کوئی شریک و سہیم نہیں ہے، ان کی کتابوں سے اشخاص و رجال کے تراجم علٰحدہ کر کے مرتب کیے جائیں تو ان کی متعدد ضخیم جلدیں تیّار ہو سکتی ہیں۔

قاضی صاحب کی عمر سنہ ہجری کے اعتبار سے بیاسی سال سے متجاوز تھی، لیکن ان علمی و قلمی سرگرمیوں کا سلسلہ جاری تھا۔ ان کی عام صحت، جسمانی ساخت اور چستی و ہمّت کو دیکھ کر یہی اندازہ ہوتا تھا کہ ان کے فیوض و حسنات کا سلسلہ ابھی جاری رہے گا، لیکن ادھر چند مہینوں سے ان کی علالت کی خبریں مل رہی تھیں جس سے تشویش تھی۔ پھر قاضی صاحب کے پوتے مولوی فرحان سلمہٗ متعلم دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند سے معلوم ہُوا کہ اب رو بہ صحت ہیں جس سے یک گونہ اطمینان ہو گیا تھا اور یہ اندازہ بالکل نہیں تھا کہ وہ جلد ہی چلے جائیں گے، لیکن موت ایک ایسی چیز ہے جس نے اندازوں اور تخمینوں کو ہمیشہ شکست دی ہے۔ آخر کار معمولی سی علالت کے بعد وہ اچانک اس دارِ فانی سے رُخصت ہو گئے اور ایک دن سب کو ہی یہاں سے کوچ کرنا ہے، مگر یہ ان لوگوں میں ہیں جو اپنے پیچھے اپنا شاندار کام چھوڑ جاتے ہیں۔ ہندوستان کی جب کبھی علمی تاریخ لکھی جائے گی تو بلا شبہ مولانا قاضی اطہر مبارک پوری کی علمی سرگرمیوں کا ذکر نمایاں طور پر ہوگا۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما

بقیہ : درسِ حدیث

اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلَائِکَۃُ وَاَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ۔

بہترین دُعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو کتاب و سُنّت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔